مسنون نماز کی
چالیس حدیثیں

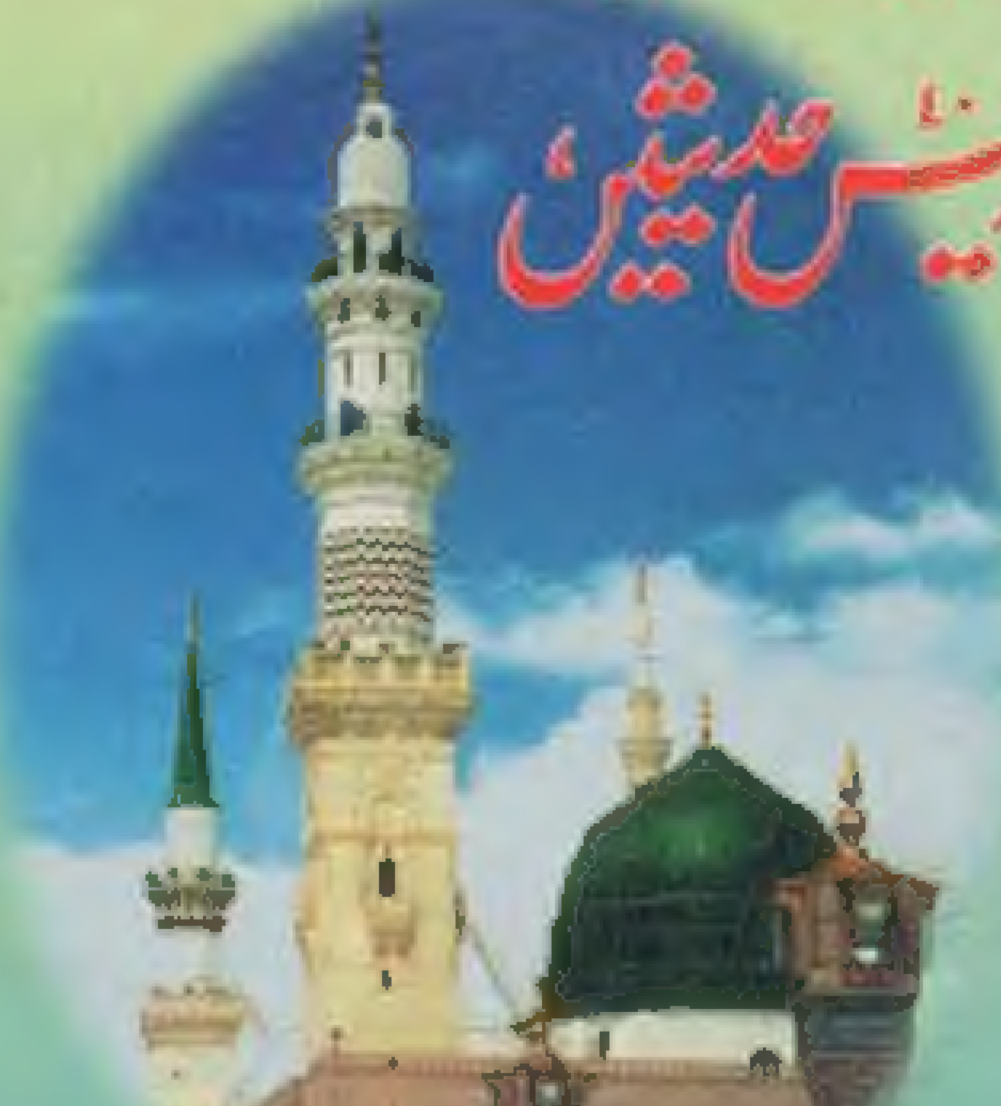

ڈاکٹر محمد الیاس فیصل

صلوا كما رأيتموني أصلي

اسی طرح نماز پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔ (بخاری)

مسنون نماز کی

چالیس حدیثیں

برائے ایصال ثواب

اور

مفت تقسیم کرنے والے حضرات

خصوصی رعایت کے لئے رجوع فرمائیں

سنی پبلیکیشنز کمرہ قذافی مارکیٹ اردو بازار لاہور

مسنون نماز کی

چالیس حدیثیں

مرتبہ
محمد الیاس مدینہ منورہ

سنی پبلیکیشنز
الوہاب مارکیٹ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مدینہ منورۃ کے پاکیزہ ماحول میں لکھی گئی کتاب "نمازِ پیمبر" صلی اللہ علیہ وسلم کو قبولیتِ عامہ نصیب ہوئی، اور دنیا کے مختلف گوشوں میں رہنے والے مسلم زعماء نے اس علمی کاوش کو سراہا۔ ملاحظہ ہو:

○ یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود مسائل نماز پر ایک گنج گرانمایہ ہے جو قرآن و حدیث کے موتیوں سے جگمگا رہا ہے۔ انداز بیان عام فہم زبان سلیس ترتیب، دلکش اور ماخذ مستند ہیں۔

(مولانا سید شیر علی شاہ صاحب پی ایچ ڈی مدینہ یونیورسٹی)

○ یہ کتاب مسنون نماز کی علمی تصویر ہے اور دلائل شرعیہ سے مزین ہے اہم مسائل نماز کو دلائل کی روشنی میں جاننے کے لیے کتاب کی افادیت مسلم ہے۔ (مولانا احمد علی سراج صاحب وزارۃ اوقاف کویت)

○ قرآن و سنت کی روشنی میں نماز کے احکام و مسائل کو بڑی حسن خوبی سے جمع کیا ہے۔ (مولانا محمد مالک کاندھلوی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور)

○ اس کتاب سے پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی صاف اور واضح تصویر سامنے آتی ہے جس سے اہل سنت و جماعت کے موقف

پھیلانے کے لیے سہولت فراہم کرنے میں مدد ملے گی۔ یہ کتاب دعوتی حضرات کے لیے مدنی تحفہ ہے۔

(مولانا اسعد مدنی جانشین شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی۔ ہندوستان)

○ یہ کتاب وقت کی پکار، علمی سرمایہ اور ایک نہایت ہی مستند مجموعہ ہے۔ استدلال کی قوت کے ساتھ قابل بحث مسائل کو نہایت متانت اور سنجیدگی سے نکھار کر پیش کیا گیا ہے۔

(مولانا مقبول احمد صاحب صدر اسلامک شریعت کونسل برطانیہ)

○ اتنی سلیس، مدلل اور جامع کتاب میری نظر سے نہیں گزری، یہ کتاب پاکستان اور ہندوستان کے تعلیمی اداروں میں داخل نصاب ہونی چاہیے۔ (مولانا محمد ادریس انصاری صاحب، صادق آباد)

نماز پیمبر کا دوسرا ایڈیشن تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ہے لہٰذا مناسب سمجھا کہ اہم مسائل نماز سے متعلق چالیس احادیث و آثار کو مرتب کر دیا جائے جنہیں چارٹ کی صورت میں چھاپ کر مساجد میں آویزاں کیا جائے اور جیبی سائز میں چھپوا کر تقسیم کیا جائے۔ اشاعت کی عام اجازت ہے۔

محمد الیاس فیصل

مدینہ منورہ

لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مسنون نماز کی چالیس (۴۰) حدیثیں

① وضو کا طریقہ

قَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلَا أُرِيكُمْ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا۔ (صحیح مسلم فضل الوضوء حدیث ۲۳۰)

تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تمہیں وضو کا مسنون طریقہ نہ بتاؤں؟ پھر آپؓ نے وضو کیا اور تین تین دفعہ اعضاء کو دھویا۔

② گردن پر مسح کرنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ يَدَيْهِ عَلٰى عُنُقِهِ وُقِيَ الْغُلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (التلخیص الحبیر ۱ ص ۹۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل

کرتے ہیں کہ جس نے وضو کے دوران ہاتھوں سے گردن کا مسح کیا وہ قیامت کے دن گردن میں بیڑیاں پہنائے جانے سے بچ گیا۔

شارح صحیح بخاری علامہ ابن حجرؒ نے تلخیص الحبیر میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے، علامہ شوکانی نے نیل الاوطار میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

جرابوں پر مسح کرنا

وضو کے دوران جرابوں پر مسح کرنا جائز نہیں، چونکہ ایسا کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ علامہ مبارک پوری ؒ نے تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ج ۱ صفحہ ۳۳۳ میں اور میاں نذیر حسین دہلوی ؒ نے فتاویٰ نذیریہ ج ۱ صفحہ ۳۲۷ اور مولانا شرف الدین نے فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ صفحہ ۴۴۳ میں لکھا ہے کہ جرابوں پر مسح کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

② اوقات نماز

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ وَصَلِّ الصُّبْحَ بِغَبَشٍ يَعْنِي الْغَلَسَ (موطا امام مالک ج ۱ ص ۸ حدیث ۹)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب تیرا سایہ تیرے برابر ہو جائے تو ظہر کی نماز ادا کرو اور جب یہ سایہ دوگنا ہو جائے تو عصر کی نماز ادا کرو اور آفتاب غروب ہونے پر مغرب کی نماز پڑھو جب کہ عشاء کا وقت رات کے تہائی حصہ تک اور فجر کی نماز اندھیرے میں ادا کر۔

④ ظہر کا مسنون وقت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوا الصَّلٰوۃَ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ (صحیح مسلم ج ۱ باب الابراد حدیث ۶۱۵)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب گرمی زیادہ ہو تو ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو چونکہ گرمی کی شدت جہنم کا اثر ہے۔

⑤ عصر کا مسنون وقت

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَیْضَاءَ نَقِیَّۃً (ابو داؤد۔ وقت العصر)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک یہ تھا کہ آپ عصر کی نماز کو دیر سے پڑھتے تا آنکہ سورج صاف اور سفید ہوتا۔

⑥ فجر کا مسنون وقت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ (ترمذی ما جاء فی الاسفار حدیث ۱۵۴)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فجر کی نماز اسفار میں پڑھو (جب روشنی ہونے لگے) چونکہ اس کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسفار کے وقت فجر کی نماز پڑھتے تھے۔

⑦ اقامت کے مسنون کلمات

إِنَّ بِلَالًا كَانَ يُثَنِّي الْأَذَانَ وَيُثَنِّي الْإِقَامَةَ۔

(اسنادہ صحیح) مصنف عبد الرزاق)

موذن رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان و اقامت دوہری دوہری کہا کرتے تھے۔ موذن رسول حضرت ابو محذورہؓ، حضرت ثوبانؓ اور حضرت سلمہ رضی اللہ عنہم کا معمول بھی یہی تھا۔ علامہ شوکانیؒ نے نیل الاوطار ج ۲ ص ۲۲ میں اسی کو ترجیح دی ہے۔

⑧ سر ڈھانپنا

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ الْقِنَاعَ (شمائل ترمذی ص۸)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات اپنے سر مبارک پر کپڑا رکھتے تھے۔

فتاویٰ ثنائیہ ج۱ ص۵۲۵ میں لکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سر ڈھانپ کر نماز پڑھتے تھے۔ نیز مولانا شرف الدین ج۱ ص۵۲۳ پر لکھتے ہیں کہ قصداً ٹوپی اتار کر ننگے سر نماز پڑھنا اور اس کو اپنا مسلکی شعار بنانا خلاف سنت ہے۔

⑨ کانوں تک ہاتھ اٹھانا

عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَتّٰى يُحَاذِيْ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ۔

(صحیح مسلم استحباب رفع حدیث ۳۹۱)

حضرت قتادہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپ نے تکبیر کہہ کر ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھایا

① ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَلسُّنَّۃُ وَضْعُ الْکَفِّ عَلَی الْکَفِّ فِی الصَّلٰوۃِ تَحْتَ السُّرَّۃِ (ابوداؤد۔ وضع الیمنی حدیث ۷۵۶)

چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیارے نبی کی پیاری سُنّت یہ ہے کہ نماز میں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر ناف کے نیچے باندھا جائے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے۔ (واضح رہے کہ جن روایات میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کی صراحت ہے وہ ضعیف ہیں)

① ثنا

یَقُوْلُ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ:

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ (صحیح مسلم۔ حجۃ من قال حدیث نمبر ۳۹۹)

دوسرے خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز میں ثنا پڑھتے تھے

سبحنک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی

جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

(۱۲) بسم اللہ آہستہ پڑھے

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

(صحیح مسلم مصری قال۔ حدیث نمبر ۳۹۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازیں پڑھیں لیکن کسی ایک کو بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے نہیں سُنا

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تسمیہ آہستہ پڑھتے تھے۔ علامہ ابن تیمیہ زاد المعاد میں فرماتے ہیں کسی صحیح صریح حدیث سے اونچی آواز سے تسمیہ پڑھنا ثابت نہیں ہے

(۴) مقتدی سُنے اور خاموش رہے

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

(سورۃ اعراف آیت نمبر ۲۰۴)

ارشادِ ربانی ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اُس کو غور سے سُنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، حضرت ابو ہریرۃؓ، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ یہ آیت نماز اور خطبہ کے بارہ میں نازل ہوئی۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۸۰)

اس حکم ربانی کا تقاضہ ہے کہ جب امام اونچی پڑھے تو اس کو سُنا جائے۔ اور جب وہ آہستہ پڑھے تو خاموش رہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّيْتُمْ فَاَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا وَاِذَا قَرَءَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ۔ يُجِبْكُمُ اللّٰهُ (روایت حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ)

صحیح مسلم التشہد فی الصلاۃ حدیث نمبر ۴۰۴ ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم نماز پڑھنے لگو تو صفوں کو سیدھا کر لیا کرو، پھر تم میں سے کوئی ایک شخص امامت کرائے، جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، البتہ جب وہ قرآن پڑھنے لگے تو تم خاموش ہو جاؤ اور جب وہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہہ لے تو پھر تم آمین کہو۔ اس طرح کرنے سے اللہ تعالیٰ تم سے محبت رکھے گا (حضرت ابو ہریرۃؓ سے بھی یہ الفاظ منقول ہیں، امام مسلم نے اس روایت کو بھی صحیح کہا ہے)

② مقتدی سورۃ فاتحہ نہ پڑھے

عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ .

(صحیح مسلم : سجود التلاوۃ، حدیث ۵۷۷)

حضرت عطاء بن یسار نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے ساتھ پڑھنے کی بات پوچھا تو آپؓ نے فرمایا کہ کسی بھی نماز میں امام کے ساتھ ساتھ قرآن نہ پڑھے۔

(۵) امام کی قرأت مقتدی کے لیے کافی ہے

كَانَ يَقُولُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ : مَنْ صَلَّى وَرَاءَ الْإِمَامِ كَفَاهُ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ . (صحیح بیہقی، سنن بیہقی، بن قال بیہقی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ جو شخص امام کی اقتدا میں نماز پڑھے اس کے لیے امام کی قرأت کافی ہے۔ امام بیہقی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

(۱۶) تنہا نمازی فاتحہ پڑھے مقتدی نہیں

كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ هَلْ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ ؟ قَالَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ خَلْفَ الْإِمَامِ فَحَسْبُهُ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ وَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيَقْرَأْ . وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ .

(سند صحیح [illegible] موطا امام مالک [illegible])

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے [illegible] کہ کیا امام کے پیچھے مقتدی بھی پڑھے؟ تو آپ جواب دیتے کہ مقتدی نہ پڑھے [illegible]

قرات کافی ہے۔ البتہ جب وہ اکیلا نماز پڑھے تو قرات کرے۔ خود حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ وغیرہ نہیں پڑھتے تھے۔ (آثار السنن میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے)

(۱۷) عن جابر رضی اللہ عنہ یقول من صلی رکعۃ لم یقرء فیھا بأم القران فلم یصل الا ان یکون وراء الامام (حسن صحیح) ترمذی شریف ، ترک القراۃ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے ایک رکعت میں بھی سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اُس کی نماز نہیں ہوئی، الا یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو تو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے) اسی حدیث کی بنا پر امام ترمذیؒ نے امام بخاریؒ کے دادا اُستاد امام احمدؒ سے نقل کیا ہے کہ لاصلاۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب والی حدیث تنہا نمازی کے بارہ میں ہے جو مقتدی کو شامل نہیں ہے۔ (ملاحظہ ہو ترمذی شریف)

مندرجہ بالا احادیث میں بڑی صراحت کے ساتھ باجماعت نماز میں مقتدی کو سورۃ فاتحہ پڑھنے سے روکا گیا ہے۔ لیکن کوئی صحیح مرفوع حدیث ایسی نہیں جس میں صراحۃً باجماعت نماز میں مقتدی کو سورۃ فاتحہ

پڑھنے کا حکم دیا گیا ہو۔

⑱ آمین آہستہ کہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُبَادِرُوا الْإِمَامَ إِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَإِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّیْنَ فَقُوْلُوْا آمِیْن وَإِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ (صحیح مسلم۔ النہی عن مبادرۃ حدیث ۴۱۵)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ امام سے جلدی نہ کرو جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لک الحمد کہو۔

مسئلہ آمین میں یہ حدیث بڑی واضح ہے کہ جس طرح امام اللہ اکبر اور سمع اللہ لمن حمدہ اونچی کہتا ہے لیکن سب مقتدی اللہ اکبر اور اللھم ربنا لک الحمد آہستہ کہتے ہیں۔ اسی طرح جب امام ولا الضالین بلند آواز سے پڑھے تو مقتدی کو آہستہ آمین کہنی چاہیئے

⑲ نماز میں رفع یدین

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِیْ أَرَاکُمْ رَافِعِیْ أَیْدِیْکُمْ کَأَنَّھَا أَذْنَابُ خَیْلٍ شُمْسٍ، اُسْکُنُوْا فِی الصَّلَاۃِ۔ (صحیح مسلم، الامر بالسکون حدیث ۴۳۰)

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا ہو کہ میں تمھیں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، گویا وہ شریر گھوڑوں کی دُمیں ہیں۔ نماز میں سکون اختیار کرو۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جن احادیث میں رفع یدین کرنے کا ذکر ہے وہ اس ممانعت سے پہلے کی ہیں۔ لہذا اس ممانعت کے بعد اب اُن سابقہ روایات کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔ اسی لیے کسی صحیح حدیث میں یہ صراحت نہیں کہ آخر تک آپؐ کا عمل رفع یدین کرنے کا تھا۔

⑳ نبوی نماز

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَلَا أُصَلِّیْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ إِلَّا فِیْ أَوَّلِ مَرَّةٍ.

(حسن، صححہ ابن حزم، ترمذی شریف، ما جاء فی رفع، حدیث ۲۵۷)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ نہ بتاؤں؟ پھر آپ نے نماز پڑھ کر دکھائی اور صرف شروع میں رفع یدین کیا۔ (یہ حدیث حسن ہے ابن حزم نے اس کو صحیح کہا ہے، احمد شاکر نے بھی صحیح کہا ہے)

㉑ عمل صحابہ رض

إِنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِیْ أَوَّلِ تَكْبِیْرَةٍ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ.

(سنن بیہقی، من لم یذکر الرفع، قال الزیلعی صحیح، قال ابن حجر رجالہ ثقات، قال العینی اسنادہ علی شرط مسلم

جو ترجمہ: حضرت علی بھی شروع نماز کی پہلی تکبیر میں

رفع یدین کرتے تھے بعد میں نہیں۔ (علامہ زیلعی، شارح بخاری علامہ ابن حجر اور شارح بخاری علامہ عینی نے اس روایت اور سند کو صحیح کہا ہے)

واضح رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دیگر خلفاء راشدین اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اور دیگر بہت سے صحابہ کا بھی یہی عمل تھا۔ امام ترمذیؒ بھی فرماتے ہیں کہ بہت سے صحابہ کا اس پر عمل ہے۔

(۲۲) جلسہ استراحت

عَنِ ابْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ وَفِيهِ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ۔ (ابوداؤد شریف، من ذکر حدیث ۹۶۶)

حضرت سہل کے صاحبزادے کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہہ کر سجدہ کیا پھر تکبیر کہہ کر بیٹھے بغیر سیدھے کھڑے ہو گئے۔ امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور علامہ زیلعی نے نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۸۹ میں حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اور علامہ ترکمانی نے جوہر النقی ج ۲ ص ۱۲۵ میں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم یہی معمول نقل کیا ہے کہ وہ پہلی اور تیسری رکعت میں سجدہ سے اٹھتے ہوئے بیٹھے بغیر سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے

(۲۳) التحیات

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ أَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَقُلْ: اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ. أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. ثُمَّ یَتَخَیَّرُ مِنَ الْمَسْأَلَۃِ مَاشَاءَ

(صحیح مسلم ۱؍۱۷۳، صحیح بخاری ۲؍۹۲۶ تشہد)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کوئی تم میں سے نماز میں بیٹھے تو یہ پڑھا کرے: اَلتَّحِیّٰتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، پھر جو دعا مانگنا چاہے مانگے

۲۴ اُنگلی کا اشارہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَعَدَ يَدْعُو وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَوَضَعَ اِبْهَامَهُ عَلٰى اِصْبَعِهِ الْوُسْطٰى (صحیح مسلم صفۃ الجلوس حدیث ۹۰۵)

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے لیے بیٹھتے تو دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے اور اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور انگوٹھے کو درمیانی انگلی سے ملا دیتے۔

۲۵ درود شریف

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(صحیح مسلم: الصلاۃ۔ حدیث ۴۰۵)

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم آپ پر کون سا درود شریف پڑھا کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درود ابراہیمی تلقین فرمایا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(۲۶) ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا

إن عبد الله بن الزبير رضي الله عنه رأى رجلاً رافعاً يديه قبل ان يفرغ من صلاته فلما فرغ منها قال إن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن يرفع يديه حتى يفرغ من صلاته (رجاله ثقات مجمع الزوائد ج۱۰ ص۱۶۹)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز ختم ہونے سے پہلے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ

رہا ہے تو نماز کے بعد آپ نے اس کو فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے (اس کے سب راوی ثقہ ہیں) فتاوی اہل حدیث ج۱ ص۱۹۱ فتاوی نذیریہ ج۱ ص۵۶۶ میں بھی ہے کہ یہ دعا شرعاً درست اور مستحب ہے۔

(۲۷) ظہر کی سنتیں

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ.

(ترمذی ترغیب باب ۶ حدیث نمبر ۴۲۸)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ظہر سے پہلے چار رکعت اور ظہر کے بعد چار رکعت مستقلاً پڑھیں، اللہ تعالی اس کو آگ پر حرام کر دیں گے۔

(۲۸) عصر کی سنتیں

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللهُ امْرَأً صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا

ترمذی ترغیب ۔ باب فی ۔ حدیث ۴۳

عَنْهَا مَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا . (صحیح مسلم صلاۃ اللیل حدیث ۱۳۴۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔ چار چار کرکے آٹھ رکعت تہجد پڑھتے جن کے حسن اور خضوع کیا کہنا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

(۳۲) رکوع سے پہلے دعائے قنوت

عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَأَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ قَدْ كَانَ الْقُنُوْتُ فَقُلْتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ اَمْ بَعْدَهٗ ؟ قَالَ قَبْلَهٗ قُلْتُ فَاِنَّ فُلَانًا اَخْبَرَنِيْ عَنْكَ اَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ كَذَبَ اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ

شَہۡرًا ۔ (صحیح بخاری ، القنوت قبل الرکوع)

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے قنوت کی بابت پوچھا تو آپؓ نے فرمایا کہ قنوت ثابت ہے میں نے پوچھا کہ رکوع سے پہلے پڑھیں یا بعد میں؟ آپ نے فرمایا کہ رکوع سے پہلے۔ میں نے عرض کیا کہ فلاں شخص نے بتایا ہے کہ آپ نے رکوع کے بعد قنوت پڑھنے کا کہا ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ اس نے بہت جھوٹ کہا۔ چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک مہینہ رکوع کے بعد قنوت پڑھی ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ اسی لیے حضرت سبؓ بھی رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔)

شارح صحیح بخاری علامہ ابن حجرؒ فتح الباری شرح بخاری ص۲۹ میں لکھتے ہیں کہ اس موضوع کی تمام روایات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلسل پڑھی جانے والی قنوت رکوع سے پہلے ہے اور اگر کبھی وقتی حالات کے پیش نظر پڑھی جائے تو وہ رکوع کے بعد ہے۔

(۲۳) وتروں کے آخر میں سلام پھیرے

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا کَانَ یُوتِرُ بِثَلَاثٍ لَا یَفْصِلُ

فِيهِنَّ. (زاد المعاد ص۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وعن ابیہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین وتروں کے دوران سلام نہیں پھیرتے تھے۔

علامہ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح بخاری ج ۲ ص۱۹۱ میں لکھا ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت انسؓ تین وتروں کے آخر میں سلام پھیرتے تھے، درمیان میں نہیں۔

(۳۴) فجر کی سنتیں

جَاءَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَالْإِمَامُ يُصَلِّي الصُّبْحَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ إِلَى سَارِيَةٍ وَلَمْ يَكُنْ صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ (رجاله موثقون، مجمع الزوائد ج۲ ص۲۰) - حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فجر کی سنتیں پڑھی نہ تھیں۔ وہ مسجد میں آئے تو امام نماز پڑھا رہا تھا۔ آپؓ نے ایک ستون کے قریب دو سنتیں پڑھیں۔ (حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابو الدرداءؓ، حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔)

(۳۵) سنتوں کی قضا

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ۔

(ترمذی شریف۔ باب فی اعادتهما حدیث ۴۲۳)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فجر کی دو رکعتیں پڑھی ہوں وہ سورج نکلنے کے بعد پڑھ لے۔ (مؤطا امام مالکؒ میں حضرت ابن عمرؓ کا عمل یونہی نقل کیا گیا ہے)

(۳۶) تراویح عہدِ نبوی میں

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلی فی المسجد ذات لیلۃ فصلی بصلاتہ ناس ثم صلی من القابلۃ فکثر الناس ثم اجتمعوا من اللیلۃ الثالثۃ او الرابعۃ فلم یخرج الیہم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلما اصبح قال قد رایت الذی صنعتم فلم یمنعنی من الخروج الیکم الا انی خشیت ان تفرض علیکم قال وذلک فی رمضان۔ (بخاری شریف ترجمہ ج ۱ ص ۲۲۳ حدیث ۱۰۶۱)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی ایک رات مسجد میں نماز پڑھی اور لوگ بھی آپ کے ساتھ شریک ہو گئے اور دوسری رات شرکاء کی تعداد بڑھ گئی تو تیسری یا چوتھی رات آپ تراویح کے لیے مسجد میں نہ آئے اور صبح کو فرمایا۔ میں نے تمہارا شوق دیکھ لیا لیکن خود اس لیے نہیں آیا کہ یہ نماز تم پر رمضان میں فرض نہ ہو جائے۔

علامہ شوکانی ؒ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ کی تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کی تمام راتوں میں باجماعت نماز پڑھنا نیز تراویح کی تعداد اور اس میں قرآن پورا کرنا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں اور بعض لوگ جو تہجد اور تراویح کو ایک سمجھ کر تہجد والی احادیث سے تراویح کی تعداد مقرر کرتے ہیں وہ صحیح نہیں، چونکہ خود مولانا ثناء اللہ امرتسری نے "اہلِ حدیث کا مذہب" ص۹۳ پر لکھا ہے کہ تراویح اور تہجد کو ایک کہنا چکڑالویوں کا مذہب ہے جس پر کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ دلائل سے یہ چیز ثابت ہے کہ تراویح اور تہجد دو علیحدہ نمازیں ہیں۔

(۲۷) تراویح خلافت راشدہ میں

عہد صدیقی کا معمول

حسب سابق رہا۔ عہد فاروقی میں بعد رمضان باجماعت بیس تراویح

میں مکمل قرآن سنانے کا عمل شروع ہوا جس پر تمام صحابہؓ کا اتفاق ہے پھر عہد عثمانی و عہد علوی سمیت آج تک اُمّت اسلامیہ اسی پر عمل پیرا ہے اور آج تک حرمِ مکی شریف میں بیس تراویح پڑھی جاتی ہیں جبکہ مسجد نبویؐ میں کبھی بھی بیس سے کم تراویح نہیں ہوئیں اور اب بھی بیس تراویح ہی ہوتی ہیں، پھر تعجب ہے کہ بعض لوگ پورا رمضان تراویح پڑھنے، باجماعت پڑھنے اور مسجد میں پورا قرآن ختم کرنے میں عہد فاروقی اور اُمّت اسلامیہ کے ساتھ ہیں لیکن تراویح کی تعداد میں علیحدگی اختیار کرتے ہیں، آخر کیوں؟

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً (موطا امام مالک ما جاء فی قیام رمضان)

حضرت یزید بن رومان فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیس تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے۔

(۶) تکبیرات عیدین

كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ كَانَ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا تَكْبِيْرَهُ عَلَى الْجَنَائِزِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ صَدَقَ

(ابوداؤد شریف، تکبیر فی العیدین حدیث ۱۱۵۳)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر میں کتنی تکبیریں کہتے تھے تو انھوں نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کی طرح چار تکبیریں کہتے تھے۔ حضرت حذیفہؓ نے بھی اس کی تصدیق کی۔ امام ترمذیؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دوسرے بہت سے صحابہؓ سے بھی یہی نقل کیا ہے۔

(۳۹) مسافت قصر

كَانَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يَقْصُرَانِ وَيُفْطِرَانِ فِيْ اَرْبَعَةِ بُرُدٍ وَهِيَ سِتَّةَ عَشَرَ فَرْسَخًا۔ (صحیح بخاری فی کم یقصر الصلاۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم چار برد کے لمبے سفر میں نماز قصر کرتے اور روزہ افطار کرتے

سکتے اور چار برد سولہ فرسخ (۴۸ میل) ہوتے ہیں۔ مولانا شرف الدینؒ نے فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ صفحہ ۴۸۲ میں لکھا ہے کہ جمہور محدثین کا مسلک ہے کہ اڑتالیس میل مسافت قصر صحیح ہے، نو میل غلط ہے۔

(۴۰) مُدّتِ قصر

قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ اَقَامَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا اَتَمَّ الصَّلَاةَ (ترمذی شریف فی ذکر قصر حدیث ۵۴۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس مسافر نے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لی وہ پوری نماز پڑھے گا۔

تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو کتاب:

نمازِ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف: الشیخ محمد الیاس فیصل — تقدیم: الشیخ محمد شفیق اسعد

ملنے کا پتہ

سُنّی پبلیکیشنز اردو بازار لاہور